نوٹس

3

قدیم ہندوستان

کیا آپ یہ سوچتے ہیں کہ ہندوستانی عوام کی ثقافت شروع ہی سے ایک جیسی رہی ہے؟ تو اس کا جواب ہے،نہیں۔کوئی بھی ثقافت یکساں نہیں رہتی اور اس حقیقت کا اطلاق ہندوستان پر بھی ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی کے کئی مرحلوں سے گذری ہے۔کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ تبدیلیاں کیوں وقوع پذیر ہوئیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شاہی خانوادہ، ہر حملہ آور نے جو اس ملک میں آیا اور یہاں بسا، اس ملک کی ثقافت پر اپنے نشانات چھوڑے۔ ہندوستانی عوام کی موجودہ ثقافت کو سمجھنے کے لیے اس عمل کو سمجھنا ضروری ہے، جس سے یہ ماضی میں گذری ہے۔ چنانچہ اس سبق میں ہم قدیم ہندوستان کے لوگوں کی زندگی کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ آپ نے ہڑپائی دور سے لے کر ویدک ، موریائی اور گپت ادوار تک ہندوستان کی قدیم تاریخ کے مختلف مرحلوں کے بارے میں پڑھا ہوگا۔ اس سبق میں ہندوستانی سماج کی تبدیلی پذیر نوعیت اور اس کے مطابق سماج اور ثقافت میں تبدیلیوں پر زور دیا گیا ہے۔ جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ تبدیلی کی طویل صدیوں کے بعد جدید دنیا کس طرح ظہور پذیر ہوئی۔ اپنے مستقبل کو بامصرف اور کارآمد بنانے کے لیے ماضی کی کامیابیوں کو سمجھنا اہم ہوتا ہے۔

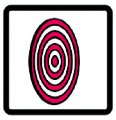

مقاصد

اس سبق کو پڑھنے کے بعد آپ:

- تاریخ کے مطالعہ کی اہمیت اور اس کے تعلق کو سمجھ سکیں گے؛
- ہڑپائی ثقافت کو ہندوستان کی پہلی شہری ثقافت کے طور پر شناخت کر سکیں گے؛
- ویدک سماج، مذہب اور فلسفہ کی نوعیت کا جائزہ لے سکیں گے؛
- جین مت اور بودھ مت کے ابھار کی وجوہات کی وضاحت کر سکیں گے؛

نوٹس

- اس مدت کے دوران جنوبی ہندوستان کی اوائلی تاریخ کا پتہ لگا سکیں گے؛
- یکے بعد دیگرے آنے والیسلطنتوں کی حکمرانی کے دوران رونما ہونے والی اہم اور نمایاں ثقافتی تبدیلیوں کا تجزیہ کرسکیں گے؛ اور
- قدیم ہندوستان میں ثقافتی پیش رفت کے عام قوت محرکہ کا جائزہ لیسکیں گے۔

3.1 تاریخ کے مطالعہ کی اہمیت

مجھے یقین ہے کہ آپ نے اپنے آپ سے اکثر یہ سوال کیا ہوگا کہ میں تاریخ کا مطالعہ کیوں کر رہا ہوں۔ تاریخ کا مطالعہ ماضی کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ تاریخ یہ جاننے کی کوشش ہے کہ ہمارے جدامجد کس طرح اور کیونکر یہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کو کن دشواریوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور کس انداز میں انھوں نے ان پر قابو پایا۔ اس بات کو بہتر طور پر جاننے کے لیے کہ آج کے ہندوستان میں کیا ہورہا ہے آپ کے لیے ماضی کو سمجھنا اہم ہے۔ اس سبق کو پڑھ کر آپ اپنے ملک کی کہانی سے واقف ہوسکیں گے جس کا آغاز کئی صدیوں قبل ہوا تھا۔

تاریخ کو اب بعض تاریخوں اور واقعات، اور وہ بھی بڑی حد تک سیاسی واقعات کا ہی مطالعہ نہیں سمجھا جاتا۔ زندگی کے کئی پہلوؤں کی شمولیت کے بعد اس کا دائرہ وسیع تر ہوگیا ہے۔ اس میں زندگی گذارنے کے نمونوں کا مطالعہ بھی شامل ہے، جسے ہم ثقافت کہتے ہیں۔ ثقافت کی وضاحت کبھی فنون، فنِ تعمیر، ادب اور فلسفہ کے تعلق سے کی جاتی تھی، لیکن اب اس میں سماج کی سبھی سرگرمیاں شامل ہیں۔ چنانچہ تاریخ کا مرکز توجہ سماج کے اعلیٰ گروپ تک محدود نہ رہ کر سماج کی سبھی سطحوں کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ اب راجاؤں اور بادشاہوں اور سیاستدانوں کے ساتھ ان تمام لوگوں پر بھی توجہ مرکوز کرتا ہے جو تاریخ بناتے ہیں۔ اس میں فن اور فن تعمیر کا مطالعہ، ہندوستان میں زبانوں کے ارتقاء سے متعلق معلومات، ادب اور مذہب کے تذکرے بھی شامل ہیں۔ اب ہم تاریخ میں صرف اس پر توجہ نہیں دیتے کہ سماج کے طبقۂ اشرافیہ میں کیا ہورہا ہے۔ ہم سماج کی نچلی سطح کے لوگوں کے مفادات و تفکرات پر بھی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ اس چیز نے تاریخ کے مضمون کو اور بھی دلچسپ بنادیا ہے اور اس سے ہمیں اپنے سماج کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

طبقہ اشرافیہ اور عام آدمی دونوں سطح سے تعلق رکھنے والے لوگوں، جنھوں نے ہمارے سماج کی تعمیر کی، میں سے سبھی کا تعلق اس سرزمین سے نہیں تھا۔ ان میں سے کئی دوسرے علاقوں سے آئے اور یہاں آباد ہوگئے۔ انھوں نے مقامی طور پر شادیاں کیں اور یہاں موجود لوگوں کے ساتھ گھل مل گئے اور ہندوستانی سماج کا حصہ بن گئے۔ چنانچہ ہمارا سماج مختلف طرح کی قوموں کا ایک ثروت مند ورثہ ہے۔ بڑے پیمانے پر وسیع النوع قوموں کی موجودگی کی وجہ سے یہاں مختلف النوع مذاہب، زبانیں اور رسوم و رواج موجود ہیں۔

نوٹس

تاریخ کی درست تفہیم دو چیزوں پر منحصر ہوتی ہے۔ پہلا مؤرخین کے ذریعہ فراہم کردہ جزوی مواد جس کے بارے میں مناسب و معقول انداز میں تجزیہ کرکے فیصلہ کیا جانا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ تاریخی واقعات کے اسباب ہوتے ہیں اور ان اسباب کو بھرپور طریقے سے پرکھا جانا چاہیے اور سب سے ضروری یہ ہے کہ ماضی کا بھی تنقیدی تجزیہ کیا جانا چاہیے۔ صرف اسی طریقہ سے تاریخی معلومات بڑھتی ہے۔

ہندوستان کی تاریخ کئی ہزار برسوں پرانی ہے۔ ہم نے اس کے بارے میں ان شہادتوں کے ذریعہ جانا جو ہمارے پرکھے چھوڑ گئے تھے۔ قریب ترین ماضی سے متعلق ہمارے پاس تحریری اور چھپا ہوا مواد موجود ہے۔ چھپائی کی ایجاد سے قبل کے ریکارڈ کاغذات پر تحریری شکل میں موجود ہیں، لیکن اس سے بھی قبل جبکہ کاغذ کا استعمال شروع نہیں ہوا تھا۔ ریکارڈوں کو تاڑ کے خشک پتوں، برچ درخت کی چھالوں (بھوج پتہ) اور بعض صورتوں میں تانبہ کی پلیٹوں پر لکھا جاتا تھا یا ان کو بڑی چٹانوں، ستونوں، پتھر کی دیواروں یا مٹی اور پتھر سے بنائی ہوئی تختیوں پر کھود کر لکھا جاتا تھا۔ اس سے بھی پہلے کا وہ وقت تھا جب لوگ لکھائی سے بھی واقف نہیں تھے۔ ان قدیم ادوار کے لوگوں کے بارے میں ہماری معلومات ان چیزوں سے حاصل ہوئی ہے، جنھیں وہ چھوڑ گئے تھے مثال کے طور پر ان کے برتن، ہتھیار اور اوزار وغیرہ اور ان کو بعض دفع زمین کی کھدائی کرکے حاصل کیا گیا ہے۔ یہ چیزیں ٹھوس شکل میں ہیں اور آپ انھیں دیکھ اور چھو سکتے ہیں۔ یہ سراغ تاریخی نوادرات کی تلاش میں دیافت ہوئے ہیں، لیکن یہ ہماری ثقافت کا ایک حصہ ہیں، مگر اس طرح کے سراغ کئی طرح کے ہوسکتے ہیں۔ عام طور سے استعمال کیے جانے والے سراغوں میں قلمی نسخے شامل ہیں۔ یہ تحریری نسخے قدیم کتابیں ہیں۔ ان کو یا تو تاڑ کے خشک پتوں پر یا برچ کی موٹی چھالوں پر یا پھر کاغذ پر لکھا گیا ہے (عام طور پر موخرالذکر ہی باقی بچی ہیں، گو کہ کاغذ پر لکھی گئی کتابیں اتنی پرانی نہیں ہیں جتنی کہ دوسری چیزوں پر لکھی گئی تحریریں) انتہائی قدیم کتابوں میں استعمال کی گئیں زبانیں، وہ زبانیں ہیں جنھیں ہم آج اپنی روزمرہ کی زندگی میں استعمال نہیں کرتے مثال کے طور پر پالی اور پراکرت زبانیں۔ دوسری کتابیں سنسکرت اور عربی زبانوں میں لکھی گئی ہیں، جن کا ہم آج بھی مطالعہ کرتے ہیں اور جنھیں بعض اوقات مذہبی تقریبات میں استعمال کیا جاتا ہے گو کہ ہم ان کا استعمال روزمرہ کی بول چال میں نہیں کرتے۔ ایک اور زبان تمل ہے، جو جنوبی ہندوستان میں بولی جاتی ہے اور جس کا ادب ابتدائی زمانے میں تھا اور آج بھی استعمال کی جاتی ہیں، انھیں کلاسیکی زبان کہا جاتا ہے اور دنیا کے کئی حصوں کی تاریخ مختلف کلاسیکی زبانوں میں درج کی گئی ہے۔ یوروپ میں قدیم نسخے یونانی اور لاطینی زبانوں میں لکھے گئے تھے، جبکہ مغربی ایشیا میں عربی اور ہیبرو میں لکھے گئے تھے اور چین میں کلاسیکی چینی زبان استعمال کی گئی تھی۔

نوٹس

3.2 قدیم ہندوستان

ہندوستان کی ایک مسلسل تاریخ ہے جو انتہائی طویل ادوار میں پھیلی ہوئی ہے۔ نئے پتھر کے دور کی آبادیوں کی شہادتیں جو تقریباً 7000 قبل مسیح سے پرانی ہیں۔ بلوچستان کے مہرگڑھ میں دریافت کی گئی ہیں۔ تاہم ہندوستان میں پہلی نمایاں تہذیب (تمدن) 2700 ق۔م میں برصغیر ہندوستان کے شمالی، مغربی حصہ میں پھلی پھولی اور یہ ایک وسیع علاقہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس تہذیب کو ہڑپائی تمدن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تمدن کی زیادہ تر آبادیاں دریائے سندھ، گھاگھرا اور اس کی شاخوں کے کناروں پر بسی ہوئی تھیں۔

ہڑپائی تہذیب کے ساتھ جڑی ہوئی ثقافت کو ہندوستان کی پہلی شہری ثقافت کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ہڑپائی لوگوں نے ہندوستان کے سب سے پہلے شہر تعمیر کیے جو شہری منصوبہ بندی کے ساتھ بنائے گئے تھے اور ان میں صفائی ستھرائی، پانی کی نکاسی اور چوڑے مضبوط راستوں کے انتظامات موجود تھے۔ انھوں نے پکی ہوئی اینٹوں سے دومنزلہ مکانات تعمیر کیے جن میں سے ہر گھر میں غسل خانہ، رسوئی گھر اور کنواں موجود ہوتا تھا۔ دیوار گیر شہروں میں دوسری اہم عمارتیں مثلاً حمام، اناج کے گودام اور اسمبلی ہال بھی ہوتی تھیں۔

دیہی علاقوں میں آباد ہڑپائی لوگوں کا خاص پیشہ کھیتی باڑی تھا اور شہروں میں آباد لوگ اندرون ملک اور بیرون ملک تجارت کیا کرتے تھے اور اس طرح انھوں نے دوسری تہذیبوں مثلاً میسوپومیائی تہذیب کے ساتھ تعلقات قائم کیے۔ وہ بہت عمدہ کوزہ گر (کمہار) تھے۔ برتنوں، کھلونوں، مہروں اور چھوٹی مورتیوں کی مختلف اقسام، مختلف جگہوں پر کھدائی کے درمیان دریافت ہوئی ہیں۔ ہڑپائی لوگوں کے دھاتوں سے متعلق تکنیکی جانکاری حاصل تھی اور وہ ملواں دھاتیں بنانے کے طریقے سے واقف تھے۔ موہن جوداڑو میں پایا گیا محوِ رقص لڑکی کا تانبہ کا مجسمہ ہڑپائی لوگوں کی مجسمہ سازی میں مہارت اور ان کی جمالیاتی حس کا ثبوت ہے۔ مختلف اقسام کی دستکاری اور چیزوں کو بنانے کے لیے وہ سیپ، ہاتھی دانت، ہڈیوں اور چینی کو مواد کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ احمد آباد میں ڈھولا کا تعلقہ میں لوتھل نامی گودی تھی۔ یہ ایک بہتر طور پر منصوبہ بند فصیل بند شہر بھی تھا۔ یہ مغربی دنیا کے ساتھ بحری تجارت کا ایک اہم مرکز تھا۔ گجرات میں ایک دوسرا اہم شہر دھولا ویرا تھا جبکہ راجستھان میں کالی بنگم نامی شہر تھا۔

لاتعداد مہریں، جن پر ایک سینگ والے گینڈے، پیپل کے پتوں اور دیوتا کی شبیہات بنی ہوئی ہیں، ہڑپائی لوگوں کے مذہبی عقائد پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ لوگ پیڑ پودوں، جانوروں اور قدرتی طاقتوں کی پوجا کرتے تھے۔ وہ ایک مرد دیوتا کی پوجا کرتے تھے جو بعد کے ادوار کے بھگوان شو سے مشابہت رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ دیوی ماں کی پوجا بھی کرتے تھے۔

وہ شاید موت کے بعد کی زندگی پر یقین رکھتے تھے اور جادو اور منتروں کو مانتے تھے۔ مہروں پر کھدی

نوٹس

ہوئی جانوروں کی تصاویر مثلاً کوہانی بیل، ہاتھی اور گینڈے کی تصاویر یہ بتلاتی ہیں کہ ان جانوروں کو مقدس سمجھا جاتا تھا۔ پیپل کی شبیہہ کے ساتھ بھی کئی مہریں دریافت ہوئی ہیں۔

ہڑپائی لکھنا جانتے تھے اور ان کی زیادہ تر مہروں پر تحریریں پائی گئی ہیں، لیکن بدقسمتی سے ابھی تک ان تحریروں کو سمجھا نہیں جاسکا ہے۔ اس کے نتیجہ میں ہڑپائی تہذیب کے بارے میں ہماری معلومات آثار قدیمہ سے دستیاب شہادتوں پر ہی مبنی ہے۔ کھدائی کے دوران دریافت کئی مہروں پر عورت اور مرد کی شبیہات سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور کے لوگ کتائی اور بنائی کے فن سے واقف تھے۔ وہ غالباً کپاس کی کاشت کرنے والے پہلے لوگ تھے۔ میوپوٹامیا میں دریافت کی گئی سندھ کی مہروں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وادیٔ سندھ اور میسوپومیائی تہذیب کے درمیان ممکنہ تجارت رہی ہوگی۔

1800 قبل مسیح تک ہڑپائی تہذیب کا زوال شروع ہوگیا تھا، لیکن ہم اس کی درست وجہ نہیں جان پائے کہ ایسا کیوں ہوا۔

3.3 ویدک ثقافت

ہڑپائی تہذیب کے زوال کے کچھ صدیوں بعد اسی علاقہ میں ایک نئی ثقافت وجود میں آئی اور آہستہ آہستہ گنگا جمنا کے پورے میدانی علاقہ میں پھیل گئی۔ اس ثقافت کو آریائی ثقافت کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس ثقافت اور اس سے قبل کی ثقافت میں نمایاں فرق تھے۔

آریائی دریائے سندھ (سندھو) اور دریائے سرسوتی (جس کا اب کوئی وجود نہیں ہے) کے کناروں پر بسے۔ انھوں نے ان دیوتاؤں اور دیویوں کے احترام میں بہت سے بھجن لکھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ ان بھجنوں کو چار ویدوں میں ترتیب دیا گیا، جن کو رگ وید، ساما وید، یجروید اور اتھروید کہا جاتا ہے۔ لفظ ''وید'' کے معنی ہیں مقدس روحانی معلومات (گیان) ان ویدوں کو مقدس اور معتبر سمجھا جاتا ہے اس لیے کہ یہ اعلیٰ ترین گیان فراہم کرتے ہیں۔ آغاز میں ان ویدوں کو زبانی طور پر منتقل کیا جاتا تھا۔ چونکہ اوائلی آریاؤں کے بارے میں ہماری معلومات ان ویدوں پر مبنی ہے، اس دور کی ثقافت کو ویدک ثقافت کہا جاتا ہے۔ اسکالروں نے ویدک دور کو دو حصوں اوائلی اور مؤخر ویدک دوروں میں تقسیم کیا ہے۔ اوائلی ویدک دور کی نمائندگی رگ وید کے ذریعہ ہوتی ہے، جبکہ بعد کا دور ''برہما'' ارنائیکا اور اپنشدوں سمیت پورے ویدک ادب پر مشتمل ہے۔ دو رزمیے رامائن اور مہابھارت اور پران کی تالیف بہت بعد کے دور میں ہوئی۔ ان سے بھی اوائلی دور کے زمانے اور زندگی کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس دور کے بارے میں اتر پردیش کے کچھ علاقوں سے آثار قدیمہ کی کھدائی سے شہادتیں دیارفت ہوئی ہیں۔

نوٹس

رِگ وید میں اندر کی تعریف میں 250 بھجن ہیں جس کو شہروں کا تباہ کار گردانا جاتا تھا اور 200 بھجن اگنی دیوتا کی ستائش میں لکھے گئے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ اگنی کو دیوتاؤں اور انسانوں کے درمیان ثالث سمجھا جاتا تھا۔

سماج اور مذہب

آریائی سماج گو کہ پدری سماج تھا، لیکن عورتوں کو عزت وتوقیر حاصل تھی۔ خاندان سب سے چھوٹی سماجی اکائی ہوتی تھی۔ کئی خاندان ''کل'' مل کر ایک گاؤں (گرام) کی تشکیل کرتے تھے اور کئی گاؤں مل کر ''وِس'' بناتے تھے۔ کئی دیہاتوں کے اتحاد کو قبیلہ یا ''جن'' کہا جاتا تھا اور ان پر حکومت کرنے والے کو ''راجن'' کہا جاتا تھا۔ اس کا بنیادی کام بیرونی حملوں سے قبیلہ کی حفاظت کرنا اور نظم وضبط بنائے رکھنا ہوتا تھا۔ دو کونسلوں، جنھیں ''سبھا'' اور ''سمیتی'' کہا جاتا تھا، کے ممبر اس کے کام میں اس کی مدد کرتے تھے۔ پروہت مذہبی فرائض انجام دیتا تھا جبکہ ''سینانی'' فوجی سرگرمیاں نبھاتا تھا۔ اس مرحلہ پر ریاست یا سلطنت کا کوئی تصور نہیں تھا۔ گو کہ راجن کا عہدہ وراثتی ہوتا تھا۔ لیکن اگر وارث کمزور، ناکارہ یا ظالم ہوتا تھا تو اس کو سرداری سے ہٹایا جاسکتا تھا۔

بعد کے ویدک دور میں سماج چار ورنوں، برہمن، شتریہ، ویش اور شودر میں تقسیم ہوگیا۔ اس کو ''ورن ووستھا'' بھی کہا جاتا ہے۔ شروع میں لوگوں کو مختلف کاموں کی بنیاد پر زمروں میں تقسیم کیا گیا، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ تقسیم وراثتی اور کٹر بنتی چلی گئی۔ گروؤں کو برہمن کہا جاتا تھا، حکمراں طبقہ شتریہ کہلاتا تھا۔ کسان، سوداگر اور بینکر ویش کہلاتے تھے اور کاریگر، دستکار اور مزدور شودر کہلاتے تھے۔ ایک پیشے کو چھوڑ کر دوسرا پیشہ اپنانا دشوار تھا۔ اس کے بعد برہمنوں کو سماج میں برتر پوزیشن حاصل ہوگئی۔

اس وقت ایک دوسرا سماجی ادارہ ''چتر آشرم'' کا نظام یا زندگی کی مدت کی چار الگ الگ مرحلوں میں تقسیم تھا۔ یعنی زندگی کی مدت کو ''برہم چاریہ'' (گرو کے آشرم میں تجرد، تعلیم اور تربیت کے ساتھ زندگی گذارنا) گرہست (خاندان کے ساتھ زندگی کی مدت) ''ون پرستھ'' (آہستہ آہستہ علیحدگی کا مرحلہ) اور ''سنیاس'' (دنیاوی زندگی سے الگ روحانی کھوج کے لیے زندگی کو وقف کردینا) تقسیم کردیا گیا تھا۔ تاہم یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ ان مراحل کا اطلاق عورتوں یا نچلے ورنوں کے لوگوں پر نہیں ہوتا تھا۔ سماج عورتوں کا احترام کرتا تھا، ان کو آزادی حاصل تھی، وہ تعلیم حاصل کرسکتی تھیں اور وہ ''سوئمبر'' کے ذریعہ اکثر اپنا ساتھی خود چن سکتی تھیں۔ پردہ اور ستی کی رسمیں اس وقت موجود نہیں تھیں۔ زندگی کا حتمی مقصد دھرم ارتھ اور کرم کے ذریعہ ''موکش'' یا نجات حاصل کرنا تھا۔ بھگوت گیتا میں کسی امید یا صلہ کے بغیر کرم یا فرائض کی انجام دہی کی تبلیغ کی گئی ہے۔

نوٹس

اوائلی ویدک دور کے لوگ قدرتی طاقتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان کو انھوں نے دیوتاؤں اور دیویوں کی شکلوں میں ڈھالا تھا۔ اگنی، اندر، ورون، ماروت ان کے کچھ دیوتا تھے جبکہ اوشا، آدیتی، پرتھوی ان کی کچھ دیویوں کے نام تھے۔ کچھ شمسی دیوتاؤں کا ذکر سوریہ، ساوتری اور پشاؤ کے طور پر رگ وید میں کیا گیا ہے۔ یگیہ (قربانی) کو ویدک منتروں کے جاپ کے ساتھ انجام دیا جاتا تھا۔ لوگ دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے آگ میں دیسی گھی اور دوسری چیزیں ڈالا کرتے تھے۔ اگنی یا آگ کو دیوتاؤں اور انسانوں کے درمیان ثالث کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ ویدک لوگ ''جن'' کی بھلائی کے لیے انفرادی طور پر اور مجموعی طور پر پوجا کرتے تھے۔

بعد کے ویدک دور میں مذہبی طور طریقوں میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ اوائلی ویدک دور کے مشہور دیوتاؤں مثلاً اندرا، اگنی اور ورون کی پوجا میں کمی آنے لگی اور ان کی مقبولیت کم ہونے لگی۔ ان کی جگہ تین دیوتاؤں نے لے لیا جن میں برہما کو اعلیٰ ترین مقام حاصل تھا۔ وشنو کو نگہبان اور محافظ سمجھا جاتا تھا اور شیو نے اس تثلیث کو مکمل کر دیا۔ اس دور میں مذہب میں رسوم کی بہتات تھی۔ سنسکرت منتر، جن پر برہمنوں کی اجارہ داری تھی، سبھی مذہبی کاموں کا ضروری حصہ بن گئے۔ اس نے برہمنوں کو بہت زیادہ طاقتور بنا دیا اور یگیہ بہت زیادہ مہنگے ہو گئے۔ ان میں شرکت صرف بالائی، تین طبقات کے لیے محدود تھی۔ راجہ اپنے مقام اور مرتبہ کو برقرار رکھنے کے لیے ''اشومیدھ''، ''راج سویہ'' اور ''واجپیا'' قربانیاں کیا کرتے تھے۔ یہاں یہ جاننا انتہائی دلچسپ ہوگا کہ ویدک دور کی ثقافت کے کچھ عناصر 3000 سال کی مدت تک برقرار رہے اور وہ آج بھی ہندوستانی ثقافت کا ایک حصہ بنے ہوئے ہیں۔ موخرہ ویدک عہد کے اختتام کے بعد سماج میں تبدیلیاں واقع ہونے لگیں۔ کائنات کی تخلیق، موت کے بعد زندگی اور جوہر زندگی پہلی بار لوگوں کی گفتگو کا موضوع بننے لگے۔ یہ وہ سوالات تھے جن کو اپنشدوں میں گہری تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

مادّی زندگی اور معیشت

آریائی ابتدائی طور پر چرواہے اور کسان تھے۔ وہ گھریلو مویشی مثلاً گائے، گھوڑے، بھیڑیں، بکریاں اور کتے پالتے تھے۔ وہ سادہ کھانا کھاتے تھے جو اناج، دالوں، پھلوں، سبزیوں، دودھ اور دودھ سے بنی مختلف چیزوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ وہ ایک مشروب پیتے تھے جسے ''سوما'' (Soma) کہا جاتا تھا۔ شطرنج اور رتھ کی دوڑ ان کے تفریحی مشاغل تھے۔

آریائی دور کے اوائل میں زرمبادلہ یا ٹیکس وغیرہ نہیں تھے۔ ''بلی'' یا رضا کارانہ دان (عطیہ) کا رواج تھا۔ گایوں کو دولت کا پیمانہ سمجھا جاتا تھا۔ وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ لوہے کے بڑے پیمانے پر استعمال نے ان کی زندگیوں میں گہری تبدیلیاں کیں۔ لوہے کی کلہاڑیوں کے ذریعہ انھیں جنگلات کو صاف کرنے

نوٹس

میں مدد ملی جو گنگائی میدانوں میں زرعی زمین میں اضافہ کا سبب بنی۔ لوہے کے اوزاروں کے استعمال کے نتیجہ میں کئی قسم کی دستکاریاں اور ٹکنالوجی کا وجود ہوا۔ لوہے کے ہتھیاروں اور گھوڑوں نے انھیں جنگیں کرنے اور اپنا بہتر دفاع کرنے کے قابل بنایا، دستکاریوں کی بڑھتی ہوئی تعداد، غذا کی فراوانی اور آبادی میں اضافہ نے ہنروں کا انتخاب کرنے اور شہر کاری میں مدد دی قصبوں اور شہروں کی تعداد بڑھنے لگی اور علاقائی ریاستیں وجود میں آنے لگیں۔ اعلیٰ کوالٹی کے مٹی کے برتن جنھیں ''منقش خاکستری برتن'' اور ''شمالی سیاہ پالش شدہ برتن'' کہا جاتا ہے کئی علاقوں میں کھدائی کے دوران دریافت ہوئے ہیں۔ سکّوں کا چلن شروع ہو چکا تھا۔ تجارت میدانی اور آبی دونوں راستوں سے انجام دی جاتی تھی، جس کی وجہ سے مادّی خوشحالی میں اضافہ ہوا۔

چھٹی صدی قبل مسیح تک شمالی ہند اور دکن کے بالائی حصہ میں کم و بیش سولہ بڑی علاقائی ریاستیں تھیں جن کو مہاجن پد'' کہا جاتا تھا۔ ان میں انگا، مگدھ، کوشالہ، کاشی، کورو اور پنچالہ اہم ریاستیں تھیں۔

3.4 عوامی مذہبی اصلاحات

600 قبل مسیح سے 200 قبل تک کی مدت ملک میں نہ صرف سیاسی وحدت بلکہ ثقافتی وحدت کے لحاظ سے بھی اہم ہے۔ اس مدت کے دوران قدیم ہندوستان میں دو بڑے مذاہب جین مت اور بودھ مت وجود میں آئے جنھوں نے ہندوستان کی زندگی اور اس کی ثقافت پر پائدار اثر ڈالا۔ ویدک مذہب کو شروع میں برہمن ازم کہا جاتا تھا اس لیے کہ برہمنوں نے اس میں ایک بڑا اور اہم رول ادا کیا تھا۔ بعد میں اس کو ہندو دھرم کہا جانے لگا۔ برہمنوں نے اس کو اس کو اپنا مستقل حق سمجھنا شروع کر دیا اور قربانیوں کی رسم کے مکمل ہونے کے بعد بھاری دان کا مطالبہ کرنے لگے۔ اس کے نتیجہ میں قربانیوں کی رسم بہت زیادہ مہنگی ہوگئی۔ مزید یہ کہ برہمن اپنے آپ کو دوسرے ورنوں سے برتر سمجھتے تھے اور ان میں گھمنڈ آنے لگا تھا۔ اس کے نتیجہ میں برہمنوں کی ساکھ گھٹنے لگی اور اصلاحات کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔

اس کے علاوہ دوسرے عناصر مثلاً برہمنوں کی برتری کے دعووں کے خلاف شتریوں کا ردّعمل اور بہتر سماجی حیثیت کے لیے ویشوں کا مطالبہ بھی اس کا سبب تھے۔ ویدک مذہب بہت زیادہ پیچیدہ ہوگیا اور اس میں رسوم و رواج کی بھرمار ہوگئی۔ شتریوں کی رہنمائی میں اصلاحات اور ان غریب عوام کی جانب سے ان کی مدد و حمایت، جو قربانیوں کی رسموں کے بھاری خرچے برداشت نہیں کر سکتے تھے، کے نتیجہ میں چھٹی صدی قبل مسیح کے آس پاس جین مت اور بودھ مت وجود میں آئے۔ ان نئے مذاہب یعنی جین مت اور بودھ مت نے ہندو دھرم کے مذہبی عقائد اور کئی طور طریقوں پر بھی اثر ڈالا۔

''رشبھ دیو'' کو جین مت کا بانی سمجھا جاتا ہے جو چوبیس ''تیرتھنکروں'' میں سے پہلے تھے اور مہاویر نے آخری تیرتھنکر کی حیثیت سے جینی عقائد کو آخری شکل دی۔

نوٹس

جین مت میں تیاگ (درویشی) اور پرائشچت پر شدت کے ساتھ زور دیا گیا ہے۔ مہاویر نے جین مت کے پیروکاروں کو پانچ قسموں پر کاربند رہنے کی تلقین کی ہے — جھوٹ مت بولو، زندگی کو نقصان مت پہنچاؤ، اپنی املاک مت بناؤ، چوری مت کرو اور پارسائی کو برقرار رکھو۔ مہاویر نے جین پیروکاروں سے سچے عقیدے، سچے برتاؤ اور سچی آگاہی کے تین اجزاء پر مشتمل راستے کو اپنانے کی ہدایت کی۔

بعد میں جینی فرقوں ''شویتمبر'' (سفید پوشاک والے) اور ''دگمبر'' (عریاں رہنے والے) میں بٹ گئے۔ جینی پیروکاروں میں سے زیادہ تر کا تعلق تجارتی برادری سے ہے۔

دوسری تحریک کی رہنمائی گوتم بدھ نے 563 سے 483 قبل مسیح تک کی۔ گوتم بدھ، مہاویر کے نوجوان ہمعصر تھے۔ انھوں نے چار بلند خیالات (اعلیٰ سچائیوں) کی تدریس کی۔ ان کا راستہ درمیانی راستہ تھا۔ ان کا ماننا تھا کہ یہ دنیا دکھوں سے بھری ہوئی ہے اور یہ کہ اس اداسی اور دکھ کا سبب خواہش ہے، اور آٹھ اجزاء پر مشتمل راستے کو اپنا کر اس کا سامنا کیا جاسکتا ہے۔ یہ آٹھ اجزاء پر مشتمل راستہ درج ذیل ہے۔

(1) سچی بصیرت

(2) سچی سوچ

(3) سچی بات

(4) سچا عمل

(5) سچی روزی

(6) سچی کوشش

(7) سچی مستعدی

(8) سچا دھیان

بنیادی طور پر یہ دونوں تحریکیں مروجہ اور رسوم و رواج سے بھرپور برہمن دھرم کے خلاف تھیں۔ دونوں ہی اصلاح کاروں نے اچھی اخلاق زندگی اور اخلاقیات کی اہمیت پر زور دیا۔ دونوں نے ہی راہبوں (monks) کا ایک نظام اور خانقاہیں قائم کیں جنھیں جین مت میں ''استھانک'' اور بودھ مت میں ''وہار'' کہا جاتا ہے۔

بعد میں بودھ مت بھی دو حصوں ''ہنایان'' اور ''مہایان'' میں تقسیم ہوگیا، جس میں بعد میں ایک تیسرے فرقے ''وجریان'' کا اضافہ ہوگیا۔ بودھ مت دنیا کے وسیع حصوں، سری لنکا، میانمار، کمبوڈیا، ویتنام، چین، جاپان، تھائی لینڈ، کوریا، منگولیا اور افغانستان تک پھیلا۔ آج بھی ان ملکوں کی بڑی آبادی بودھ مت کی پیروکار ہے۔

ہندو دھرم کی تاریخ ہے کہ وہ کئی تبدیلیوں سے گزرا ہے۔ اس نے اپنے آپ میں کئی مذہبی فرقوں کو جنم

نوٹس

دیا ہے، جن کے مختلف عقائد اور طور طریقے تھے۔ بودھ مت کی طرح ہندو دھرم بھی ہندوستان سے باہر اور خاص طور سے جنوب مشرقی ایشیا میں پھیلا۔ بعد میں ہندو روایات نے گوتم بدھ کو وشنو کی تجسیم (اوتار) کے طور پر بھی تسلیم کیا۔

متن پر مبنی سوالات 3.1

درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ ہڑپائی تمدن کی زیادہ تر جگہیں کہاں دریافت کی گئی ہیں؟

2۔ ہڑپائی تمدن کے لوگوں کا خاص پیشہ کیا تھا؟

3۔ نئے پتھر کے عہد (نوحجری دور) کی شہادتیں کہاں پائی گئی ہیں؟

4۔ آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہڑپائی تمدن میں زبان موجود تھی؟

5۔ آپ کس طرح جانتے ہیں کہ ہڑپائی لوگوں کے پاس مجسمہ سازی کا ہنر موجود تھا؟

6۔ آریائی لوگوں کے ویدک ادب میں سے کچھ کے نام بتایئے؟

7۔ انسان کو نجات یا موکش کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

8۔ ویدک یگیہ کو ابتدائی طور پر کس طرح انجام دیا جاتا تھا؟

9۔ راجہ اپنے رتبہ کو برقرار رکھنے کے کون سے یگیہ انجام دیتے تھے؟

10۔ بعد کے ویدک عہد میں مذہبی رسومات میں کون سی تبدیلیاں رونما ہوئیں؟

نوٹس

11۔ آریائی لوگوں کے تفریحی مشاغل کیا تھے؟

12۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں شمالی ہند اور دکن کے بالائی حصہ سے تعلق رکھنے والی کچھ مہاجن پدوں کے نام بتایئے؟

13۔ جین مت کتنے حصوں میں تقسیم ہوگیا تھا؟

14۔ اشٹھا نگ میں کتنے راستے ہیں؟

15۔ جین مت اور بودھ مت میں خانقاہوں کو کیا کہا جاتا تھا؟

16۔ بودھ ازم کے تین حصوں کے نام بتایئے؟

3.5 ایرانی حملہ اور ہندوستانی ثقافت پر اس کے اثرات

چھٹی صدی قبل مسیح کے نصف اول میں شمالی مغربی ہندوستان میں کچھ چھوٹی قبائلی ریاستیں تھیں۔ ان متحارب قبائل کو متحد کرنے کے لیے کوئی مستحکم حکومت اس علاقہ میں موجود نہیں تھی۔ فارس یا ایران کے آکمند حکمرانوں (قدیم ایرانی خاندان) نے اس علاقہ کے سیاسی نا اتفاقی کا فائدہ اٹھایا۔ آکمند شاہی سلسلہ کے بانی سائرس اور اس کے جانشین داریوس اول نے پنجاب اور سندھ کے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ اس علاقہ کو آکمند سلطنت کا سب سے زیادہ زرخیز اور آباد علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ ہندوستانی غلاموں کو بھی آکمند فوج میں شامل کرلیا گیا۔

شمالی مغربی ہندوستان میں فارسیوں (ایرانیوں) کی حکومت تقریباً دو صدیوں تک برقرار رہی۔ اس مدت کے دوران دونوں علاقوں میں روابط قائم ہوئے۔ اسکائیلکس کی بحری مہموں نے غالباً ہندوستان اور فارس کے درمیان تجارت اور کاروبار کا آغاز کیا۔ سونے اور چاندی کے کچھ قدیم فارسی (ایرانی) سکّے پنجاب میں دریافت کیے گئے ہیں۔

شمالی مغربی سرحد پر پہاڑی درّوں کا استعمال گو کہ بہت پہلے سے کیا جاتا رہا ہے، لیکن ایسا لگتا ہے کہ داریوس ان درّوں کا سب سے پہلے استعمال کرکے ہندوستان میں داخل ہوا۔ بعد میں سکندر کی فوج کے ایک

نوٹس

حصہ نے اسی راستہ کا استعمال کر کے پنجاب پر حملہ کیا۔

موریائی سلطنت کے انتظامی ڈھانچہ پر فارس کے آکمند حکمرانوں کا کسی قدر اثر تھا۔ یہاں یہ حوالہ دیا جاسکتا ہے کہ فارسی (ایرانی) خطاب ''ستراپ'' (گورنر) ہندوستانی صوبائی گورنروں کے ذریعہ ''شتراپ'' کی صورت میں ایک طویل عرصہ تک استعمال کیا جاتا رہا۔

فارسیوں کے ساتھ روابط کی وجہ سے ثقافتی اثرات بھی نمایاں تھے۔ فارس کے کاتب اپنے ساتھ تحریر کا ایک نیا انداز لائے۔ اسے ''خروشتی'' کہا جاتا ہے۔ اس کو آرامی زبان کی تحریر سے اخذ کیا گیا تھا۔ جو دائیں سے بائیں طرف لکھی جاتی تھی۔ اس اندازِ تحریر کو شمالی مغربی ہندوستان میں تیسری صدی عیسوی تک استعمال کیا جاتا رہا۔ فارسی اثر کو اشوک کے فرمانوں کی تمہید میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ موریائی کاریگری اور فنِ تعمیر پر بھی فارسی فن کا گہرا اثر تھا۔ اشوک کے یک سنگی فرمانی ستونوں کے گھنٹی کی شکل کے بالائی حصے آکمند بادشاہوں کے مینارِ فتح سے کسی قدر مشابہت رکھتے ہیں، جنھیں پرسیپولیس میں دریافت کیا گیا ہے۔

چندر گپت موریہ کے دربار میں فارسی اثر راجہ کی سالگرہ کے موقع پر اس کے بالوں کے غسل میں نظر آتا ہے۔ اس کا خاص فارسی انداز تھا۔ ''ارتھ شاستر'' میں یہ حوالہ دیا گیا کہ راجہ جب بھی اپنے طبیبوں یا راہبوں سے مشورہ کرتا تھا تو وہ اس کمرے میں بیٹھتا تھا جہاں مقدس آگ جلتی رہتی تھی۔ اس سے ایرانیوں کے قدیم مذہب زرتشت ازم کے اثر کا پتہ چلتا ہے۔

3.6 یونانی (مقدونیائی) حملہ اور ہندوستانی ثقافت پر اس کے اثرات

چوتھی صدی قبل مسیح کے دوران یونانیوں اور فارسیوں کے درمیان مغربی ایشیا پر برتری کے لیے جنگیں ہوئیں۔ آکمند سلطنت کو یونانیوں نے سکندر کی قیادت میں بالآخر تباہ کردیا۔ سکندر نے ایشیائے کوچک، عراق، ایران پر فتح حاصل کر کے ہندوستان کی جانب پیش قدمی کی۔ یونانی مورخ ہیروڈوٹس کے مطابق سکندر ہندوستان کی بے شمار دولت کی وجہ سے اس ملک کی جانب متوجہ ہوا۔

سکندر کے حملہ کے وقت شمال مغربی ہندوستان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ ان ریاستوں کے درمیان اتحاد کی عدم موجودگی کی وجہ سے سکندر ایک کے بعد دوسری ریاست کو فتح کرتا چلا گیا۔ تاہم سکندر کی فوج نے مگدھ کی نندہ حکومت کی بھاری فوجوں اور طاقت کے بارے میں جاننے کے بعد آگے بڑھنے سے انکار کردیا۔ سکندر کو واپس لوٹنا پڑا۔ وہ مقدونیہ واپس لوٹتے ہوئے بابل میں 32 سال کی کم عمر میں انتقال کر گیا۔

یونانیوں اور قدیم ہندوستانیوں کے تعلقات گو کہ مختصر مدتی تھے، لیکن اس کا اثر کئی جگہوں پر اور کئی چیزوں پر نظر آتا ہے۔ سکندر کا حملہ پہلی بار یوروپ کو ہندوستان کے قریبی ربط میں لایا۔ اس لیے کہ ہندوستان

نوٹس

اور مغرب کے درمیان سمندری اور خشکی کے راستے دریافت ہوئے۔ دونوں کے درمیان قریبی تجارتی تعلقات بھی قائم ہوئے۔ تاجر اور دستکار ان ہی راستوں کو استعمال کرنے لگے۔ سکندر نے اپنے دوست نیرکوس سے دریائے سندھ کے دہانے سے دریائے فرات تک سمندری ساحل پر بندرگاہوں کی تلاش کے لیے کہا۔ یونانی مصنف اس علاقہ کی بیش قیمت جغرافیائی روئیداد کو ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں۔

سکندر کے حملہ نے اس علاقہ کے نبرد آزما قبائل کو زیر کر کے شمالی مغربی ہندوستان میں سیاسی اتحاد کے لیے راستہ ہموار کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ سکندر کی مہموں کے سبب اس علاقہ کو اپنی مملکت میں شامل کرنے کا چندر گپت موریہ کے کام میں آسانی پیدا ہوئی۔ سکندر کے واپس لوٹنے کے فوراً بعد چندر گپت نے اس کے جنرلوں میں سے ایک سیلوکس نکاتور کو شکست دے دی اور افغانستان تک پورے شمال مغربی ہندوستان کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔

یونانی آرٹ کے اثر کو ہندوستانی فن مجسمہ سازی کے فروغ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یونانی اور ہندوستانی اندازوں کے تال میل نے آرٹ کے گندھارا طرز کو جنم دیا۔ ہندوستانیوں نے سونے اور چاندی کے بہتر شکل کے اور خوبصورت سکّے ڈھالنے کا فن یونانیوں سے سیکھا۔ یونانیوں نے ہندوستانی علم نجوم پر بھی اپنا کچھ نہ کچھ اثر چھوڑا۔

شمالی اور شمال مغربی ہندوستان کے سماجی اور معاشی حالات کے بارے میں بہت سی بیش قیمت معلومات ان تحریری احوال سے حاصل ہوئی ہیں، جو اریانی، ایڈمرل نیرکوس اور میگاستھنیز چھوڑ گئے تھے۔ ان سے ہمیں اس دور میں کئی دستکاریوں، بیرونی دنیا کے ساتھ تجارت اور ملک کی عام خوشحالی کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ ان تذکروں میں ہندوستان میں ان دنوں نجاری (بڑھئی گیری) کو ایک پھلتی پھولتی تجارت کہا گیا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ سکندر نے نیرکوس کی زیر قیادت جو بحری بیڑے ہندوستان کے مغربی ساحل کی طرف بھیجے تھے وہ ہندوستان میں تیار کیے گئے تھے۔

سکندر کی مہم نے مغرب کے لوگوں ہندوستانی طرز زندگی اور انداز فکر کے بارے میں معلومات فراہم کرنے میں مدد دی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی فلسفہ اور مذہب کے تصورات ونظریات جو رومی سلطنت میں نظر آتے تھے۔ کے لیے راہ سکندر نے ہی ہموار کی تھی۔

چونکہ یونانی مصنفین نے سکندر کی مہم کا تاریخ وار ریکارڈ چھوڑا ہے اس سے ہمیں قدیم ہندوستان کی تاریخ کے سلسلہ وار واقعات کو ترتیب دینے میں کافی مدد ملی۔ سکندر کے حملہ کی تاریخ 326 قبل مسیح ہندوستان میں تاریخی واقعات کے تسلسل کو ترتیب دینے کے لیے ایک متعین نشان کے طور پر کام کرتی ہے۔

نوٹس

3.7 سمراٹ اشوک: ہندوستانی ثقافت کے عروج کا نمائندہ

اشوک کو ہندوستانی تاریخ میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ عالمگیر امن، عدم تشدد اور مذہبی ہم آہنگی کی اس کی پالیسیاں دنیا کے بادشاہوں میں لاثانی حیثیت رکھتی ہیں۔

اشوک راجہ کی حیثیت سے ممتاز مقام رکھتا تھا، جس نے کامیاب بادشاہت اور تصوریت اور فلسفہ کے درمیان کامیاب تال میل پیدا کیا۔ دوسرے راجاؤں کی طرح اشوک نے بھی اپنی حکومت کا آغاز جنگ سے کیا۔ یہ کالنگا کی جنگ تھی۔ تاہم اس جنگ میں زندگی اور املاک کی سفاکانہ تباہی و بربادی نے اس کو اتنا زیادہ مضطرب وپریشان کردیا کہ اس نے دوبارہ جنگ نہ لڑنے کی قسم کھالی۔ اس کے بجائے اس نے ''دھرم وجیہ'' کی پالیسی اپنائی۔ یعنی دھرم کے ذریعہ جیت۔ اپنے تیرہویں چٹانی فرمان میں اشوک نے کہا کہ حقیقی جیت کا راستہ خداترسی اور نیکی سے ہوکر گذرنا ہے۔ ایک ایسے راجہ کے ذریعہ اس طرح کا فیصلہ وہ بھی اس دور میں جبکہ عسکری طاقت وقت کا تقاضہ تھی، اشوک کو تاریخ میں منفرد مقام عطا کرتا ہے۔

اشوک سچا انسان دوست تھا۔ اس کی پالیسیاں رعایا کی فلاح و بہبود کے لیے ہوتی تھیں۔ اس کا ''دھرم'' سماجی ذمہ داریوں پر مبنی تھا۔ برہمنوں اور خدمتگاروں کی عزت وتوقیر بڑے بوڑھوں کی فرمانبرداری اور زندہ چیزوں کو ہلاک کرنے سے انحراف کے علاوہ ''دھرم'' نے مذہبی ہم آہنگی کے ماحول میں زندگی بسر کرنے کے لیے لوگوں پر زور دیا۔ اس نے سبھی مذاہب کی اچھی باتوں کو اپنے اندر سمولیا۔ اشوک نے ثابت کیا کہ وہ ایک متحمل راجہ ہے جو بذات خود تو بودھ ہے، لیکن اس نے اپنے ذاتی مذہب کو اپنے محکومین پر تھوپنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اپنے 12ویں اہم چٹانی فرمان میں وہ کہتا ہے کہ دوسرے طبقات کا احترام کرنے میں ہی خود اپنے طبقہ کی عزت وتوقیر مضمر ہے۔

ایک راجہ کی حیثیت سے اشوک نے اعلیٰ معیاروں کو اپنایا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ایک باپ اور اپنی رعایا کو اپنے بچوں کے طور پر سمجھتا تھا۔ اس نے اپنے خیالات وافکار اور فلسفہ کو سنگی ستونوں اور چٹانوں کی سطح پر کندہ کرواکر اپنے عوام تک پہنچایا۔ یہ فرمان موریائی فنِ تعمیر کی قابلِ ذکر مثالیں ہیں اور اس کے ساتھ یہ اس دور کے انجینئرنگ ہنر کو بھی نمایاں کرتی ہیں۔ یہ اس کے عہد کی زندہ یادگاریں ہیں۔

اشوک نے اپنی رعایا کو مہنگے رسم ورواج کی فضول خرچی سے آگاہ کیا۔ اس نے اپنی رعیت کو ''اہنسا'' کو اپنانے کی ہدایت کی۔ اس نے خود بھی شاہی شکار اور سیر وتفریح کی روایت کو ترک کردیا اور اس کے بجائے ''دھرم یاتراؤں'' یعنی دھرم کی تبلیغ کے لیے سفر کی روایت کو شروع کیا۔ اپنی سلطنت کو ایک مشترکہ ''دھرم'' ایک مشترک زبان اور ایک اندازِ تحریر (برہمی) دے کر اس نے سیاسی اتحاد کو مزید آگے بڑھایا۔ ہندوستان بودھوں کے عہد سے ہی ایک سیکولر ملک رہا ہے۔ گو کہ وہ خود ایک بودھ تھا، لیکن اس نے دوسروں پر اس مذہب کو نہیں

نوٹس

تھو پا، لیکن ایک رواداری مذہبی پالیسی اپنائی۔ اس نے بودھوں کے ساتھ کے ساتھ ساتھ بودھ مخالفوں کو بھی تحفے تحائف اور بخششوں سے نوازا۔

اشوک کی شہرت ان اقدامات کی وجہ سے بھی ہے جو اس نے دنیا کے مختلف علاقوں میں امن کے پیغام کو پھیلانے کے لیے کی۔ اس نے یونانی مملکتوں اور مغرب میں اپنے سفیر بھیجے۔ ہندوستانی ثقافت دور دراز کے علاقوں تک پھیلنے لگی۔ بودھ روایت کے مطابق اشوک نے بودھ مشنوں کو سری لنکا اور وسطی ایشیا کے علاقوں میں بھیجا۔ بودھ مت دنیا کے مختلف ملکوں میں پھیلا اور گو کہ آج یہ ہندوستان میں ایک بڑی تحریک نہیں ہے، لیکن یہ اب بھی سری لنکا اور مشرق بعید کے ملکوں کے عوام کا مذہب ہے۔

ورن نظام جس کو عام طور پر ذات کا نظام کہا جاتا ہے، جس کی ابتدا ویدک عہد میں ہوئی تھی اب پوری طرح سے قائم ہو چکا تھا اور دھیرے دھیرے پورے ہندوستان میں سماجی تنظیم کی ایک غالب شکل اختیار کر چکا تھا۔ نئے مذاہب اور فلسفوں کے ساتھ شہروں، دستکاریوں اور تجارت میں اضافہ نے ہمارے ملک کے ثقافتی اتحاد کا عمل آگے بڑھا۔ اشوک نے ایک حکومت کے تحت پورے ملک کو متحد کر دیا اور جنگ کے استعمال کو ترک کرنے کو ریاستی پالیسی کے طور پر اپنا لیا۔ دوسری طرف اس کا کہنا تھا کہ وہ تمام جاندار مخلوقات کا زیر بار ہے اور اس قرض کو اتارنے کی ذمہ داری نبھانے کی سعی کر رہا ہے۔

3.8 فنون لطیفہ اور فنِ تعمیر: موریائی آغاز

فنون لطیفہ اور فنون تعمیر میں موریائی عہد کا اشتراک نمایاں ہے۔ اشوک نے گوتم بدھ کی زندگی کے واقعات کو یادگار بنانے کے لیے 84,000 استوپ تعمیر کروائے۔ میگاستھنیز کے مطابق پاٹلی پتر کی آن بان فارس کے شہروں سے ملتی جلتی تھی۔

اشوک کے فرمان پتھر کے ستونوں پر لکھے گئے جن کو چمکدار ریتیلے پتھر کے ایک ہی کالم سے بنایا گیا تھا اور ان کے بالائی حصوں پر سرستون بنے ہوئے تھے۔ اشوک کے سب ہی فرمانوں میں سے سب بہتر طور پر محفوظ فرمان لوریا نندن گڑھ (بہار) میں موجود ہیں۔ بتیس فٹ اونچے اس ستون کے بالائی حصہ پر تقریباً 50 ٹن کا بیٹھے ہوئے شیر کی شکل کا سرستون رکھا ہوا ہے۔ انجیئرنگ کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے۔ بیل کے سرستون کے ساتھ ایک اور ستون رام پورہ میں بھی موجود ہے، جو موریائی مجسمہ سازی کی ایک اور عمدہ مثال ہے۔ سب سے زیادہ مشہور سرستوں سارناتھ میں ہے، جس میں چار شیروں کے ساتھ ایک ''دھرم چکر'' موجود ہے۔ آپ اس سے یقیناً واقف ہوں گے اس لیے کہ یہ جمہوریۂ ہندوستان کا قومی نشان ہے۔

ستونوں کے علاوہ موریائی عہد کی کچھ اور اشکال بھی سامنے آئی ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور دیدار گنج کا ''یاکشی'' ہے۔ ان اشکال کی خوبصورتی، ان کی درست کاریگری اور اس حقیقت میں مضمر ہے

نوٹس

کہ یہ ایک ہی پتھر سے تراشی ہوئی ہیں۔ستونوں کی طرح سے ان اشکال کو بھی منفرد ملمع سے چمکدار بنایا گیا ہے۔(اس کو اب موریائی پالش کہہ سکتے ہیں۔) آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ اتنی صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی اس ملمع نے اپنی چمک نہیں کھوئی ہے۔اس زبان کے علاوہ جس کو تقریباً سبھی کتبوں میں استعمال کیا گیا ہے اور پراکرت جو شاید اس وقت ملک کی اظہار خیالات کی زبان تھی اور پہلے سے موجود ہندوستانی تحریر برہمی کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔

موریائی فن تعمیر کا ایک اور قابلِ ذکر پہلو چٹانوں کو کاٹ کر بنائی گئی غاریں ہیں۔لوماش رشی (اپنے پر اثر داخلی دروازے کے ساتھ) اور سُداما کی غاریں اس طرح کے فنِ تعمیر کی مثالیں ہیں۔اشوک نے ٹھوس چٹانوں میں کاٹی گئی ان غاروں کو غیر بودھ راہبوں کے لیے تعمیر کروایا تھا۔ان غاروں نے چٹانوں کو کاٹ کر تعمیر کے کام کا آغاز کیا، جس کی سرپرستی بعد کے حکمراں بھی کرتے رہے۔اشوک کے چٹانوں پر تحریر فرمانوں کو مقامی زبان اور مقامی اندازِ تحریر میں لکھا گیا ہے۔

3.9 مابعد موریائی ثقافتی تبدیلیاں

یونانی، شاکا، پارتھین اور کشان گو کہ بیرون ملک سے آئے تھے، لیکن وہ آہستہ آہستہ مقامی آبادی میں گھل مل ہوگئے۔ چونکہ وہ جنگجو تھے اس لیے قانون بنانے والوں نے انھیں ''شتریہ'' کہنا شروع کردیا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہندوستانی سماج میں بڑے پیمانے پر غیر ملکیوں کا اجتماع مابعد موریائی ادوار میں ہی ہوا۔ہم مختصر طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ 200 قبل مسیح سے تقریباً تیسری صدی عیسوی ہمارے ملک کی معاشی اور سماجی زندگی میں گہری تبدیلیاں ہوئیں اور ثقافتی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔یعنی مذہب، فنون لطیفہ اور سائنس و تکنالوجی گہری تبدیلیوں سے گذرے۔مختلف دستکاریوں کے وجود میں آنے کے ساتھ ساتھ خشکی اور سمندری دونوں راستوں کے ذریعہ غیر ملکی تجارت میں نمایاں اضافہ ہوا۔

کئی غیر ملکی حکمرانوں نے ویشنو مذہب اپنایا۔بیس نگر کے ستونی کتبہ میں (ہند۔یونانی راجہ انیتالکیڈ اس کے یونانی سفیر) نے اپنے آپ کو ''بھگوت'' یعنی وشنو کا پجاری بتایا۔اسی طرح کنشک کے کچھ سکوں پر بھی شو کی تصویر بنی ہوئی تھی۔آپ کو یاد ہوگا کہ ایک کشان راجہ جس کا نام واسودیو تھا اپنے آپ کو کھلم کھلا ویشنو عقیدہ کا بتاتا تھا۔کیا آپ کو کنشک کی تخت نشینی کے سال یعنی 78 عیسوی کی اہمیت کے بارے میں پتہ ہے۔ جی! یہ ساکا دور کے آغاز کی نشاندہی کرتا ہے۔

مختلف غیر ملکی نسلی گروپوں اور ہندوستانیوں کے درمیان عمل باہم نے ہندوستانی مذاہب میں سے کسی ایک کے ان کے انتخاب میں ایک بڑا رول ادا کیا۔بعض غیر ملکی حکمرانوں نے بودھ مت اختیار کیا۔مینندر نے مذہب تبدیل کرکے بودھ مت اپنالیا۔کنشک کو بھی اس مذہب کی خدمت کے لیے یاد کیا جاتا ہے۔تاہم

نوٹس

بودھ مت کی اس بڑھتی ہوئی مقبولیت نے اس مذہب میں بڑی تبدیلی کی۔ بودھ مت اپنی ابتدائی شکل میں غیر ملکیوں کے لیے بہت زیادہ پیچیدہ تھا۔ چنانچہ انھوں نے اس کی ایک آسان شکل اپنائی جس کے ذریعہ وہ اپنی مذہبی آرزوؤں کو پورا کرسکتے تھے۔ اسی وقت بودھ مت دو مکاتب نظر میں بٹ گیا اور یہ دو گراپ نے ''مہایان'' یعنی بڑا چکر اور ''ہنایان'' یعنی چھوٹا چکر۔ اول الذکر مورتی پوجا رسمیات اور بودھی ستو (بدھ کے اوتار) میں یقین رکھتے تھے جبکہ موخر الذکر بودھ مت کی پرانی روایتوں پر برقرار رہے۔

مہایان کو کنشک کی شاہی سرپرستی حاصل تھی۔ جس نے اپنی تعلیمات کو حتمی شکل دینے کے لیے چوتھی بودھ کونسل کا انعقاد کیا۔ اس نے گوتم بدھ کی یاد میں کئی استوپ بھی تعمیر کروائے۔

فنون لطیفہ اور مجسمہ سازی

وسطی ایشیا کے حملوں سے ہندوستانی فنون لطیفہ اور فن مجسمہ سازی میں اور زیادہ تبدیلی ہوئی۔ مغرب کے ساتھ قریبی روابط نے ہندوستانی فنون لطیفہ میں کئی نئی شکلوں کو رائج کیا۔ سب سے نمایاں اور اہم تبدیلی فنون لطیفہ کے گندھرو مکتب فکر کا جنم تھا۔ اس مکتب فکر نے یونانی اور رومی دونوں کی خصوصیات کو اپنایا۔ کشان عہد کی گوتم بدھ کی شبیہات کے خطوط یونانی چہروں سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کے بال یونانی، رومی انداز کے ہیں اور ان کے ملبوسات کو ترتیب رومی ''ٹوگا'' انداز سے دی گئی ہے۔ فنّی خصوصیات کا یہ انجذاب غالبًا اس وجہ سے تھا کہ مختلف ممالک میں تربیت پائے ہوئے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے کاریگر اور فنکار کشان حکومت کے تحت ایک جگہ جمع ہوگئے تھے۔

متھرا جو دیسی فنون لطیفہ کے مکتوب فکر کا مرکز تھا، حملوں سے متاثر ہوا۔ یہاں کی ٹیرا کوٹا اور سرخ ریتیلے پتھر سے بنی ہوئی کئی اشکال، جن پر ساکا کشان کا اثر یقینی طور پر نظر آتا ہے، اب بھی موجود ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور متھرا میں موجود کنشک کا بغیر سر کا بت ہے۔ جبکہ شروع کے بودھ، گوتم بدھ کو دکھلانے کے لیے صرف علامتوں کا استعمال کرتے تھے۔ متھرا وہ پہلا مکتب فکر تھا جس نے سب سے پہلے بودھ کو چہروں اور اشکال میں پیش کیا۔ لوک روایات مثلاً ''جاتک'' چٹان کے اوپر لمبے پینلوں میں بنائی گئیں۔ بودھ کی اشکال کے علاوہ، جن کو بڑی تعداد میں بنایا گیا، مہاویر کے مجسمے بھی بنائے گئے۔

دکن اور جنوبی ہندوستان

دکن میں ست واہن موریاؤں کے تحت ایک اہم مقام رکھتے تھے۔ اشوک کی موت کے بعد انھوں نے مکمل آزادی اختیار کرلی۔ وہ بہت زیادہ طاقتور ہوگئے اور انھوں نے دریائے گوداوری کے کنارے پر واقع پیتھان یا پرتشٹھان کو اپنی راجدھانی بتایا۔ ست واہن جلد ہی غیر ملکی حکمرانوں اور خاص طور سے شاکیوں کے

نوٹس

ساتھ مصروف جنگ ہوگئے۔ گوتمی پتر اور اس کے بیٹے وششٹھی پتر کی زیرِ قیادت ست واہن بہت زیادہ طاقتور ہوگئے۔ انھوں نے اپنی حکومت میں توسیع کرلی، جنگلات کو صاف کیا، سڑکیں بنائیں اور اپنی ریاست کو بہتر طور پر منظّم کیا۔ نئے شہر وجود میں آئے اور دور دراز کے ملکوں مثلاً فارس، عراق اور کمبوڈیا کے ساتھ تجارت کرنے لگے۔

کلنگ کے کھیراویل

ایک دوسری بادشاہت موریاؤں کے بعد بڑی طاقت بن کر ابھری، کلنگ تھی۔ کلنگ میں موجودہ اڑیسہ اور شمالی آندھرا کے حصے شامل تھے۔ اس کا سب سے اہم راجہ کھیراویل تھا۔ اودے گیری پہاڑیوں میں جین غار میں ہاتھی گپھا کے کتبہ سے ہمیں اس حکومت کے بارے میں تفصیلی طور پر پتہ چلا ہے، لیکن بدقسمتی سے اس کو واضح طور پر سمجھا نہیں جاسکا۔ یہ یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک عظیم منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہادر سورما بھی تھا۔ اس نے انسان دوستی اور عوامی فائدے کے کام بھی کیے۔ اس نے سڑکیں اور باغات بنوائے۔

جنوبی ہندوستان

دریائے کرشنا اور دریائے تنگ بھدرا کے جنوب میں پھیلا ہوا علاقہ جنوبی ہند کہلاتا ہے۔ یہ چولاؤں، چیراؤں اور پانڈیوں کا علاقہ تھا جو متواتر ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے۔

مآخذ

ان بادشاہتوں اور لوگوں کی زندگی سے متعلق معلومات کا اہم وسیلہ سنگم ادب ہے۔ اسی وجہ سے پہلی صدی قبل مسیح اور دوسری صدی قبل مسیح کی مدت کو جنوبی ہند کی تاریخ میں سنگم دور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

چولا

کاری کالا اس بادشاہت کا سب سے اہم راجہ تھا۔ اس نے چیراؤں اور پانڈیوں کی متحدہ افواج کو شکست دی۔ اس نے سیلون سے حملہ کو کامیابی سے روکا۔ کاری کالا نے فلاح و بہبود کی بہت سی سرگرمیاں انجام دیں۔ اس نے بہت سی نہریں کھدوائیں تاکہ دریائے کاویری کے پانی کو آبپاشی کے لیے استعمال کیا جاسکے۔ کاری کالا نے ادب اور فنونِ لطیفہ کی سرپرستی کی وہ ویدک مذہب کا ماننے والا تھا۔

نوٹس

پانڈیا

پانڈیائی سلطنت کی داغ بیل ایک خاتون حکمراں نے ڈالی تھی۔ اس نے ایک بھاری فوج تیار کی۔ اس نے تجارت کی ہمت افزائی کی اور فنون لطیفہ کے ساتھ ساتھ ادب کی سرپرستی کی۔

زندگی اور ثقافت

اس دور کے لوگ سادہ زندگی گذارتے تھے۔ وہ موسیقی، رقص اور شاعری کے شوقین تھے۔ موسیقی کے کئی آلات مثلاً ڈھولک، شہنائی اور بانسری عام اور مشہور تھے۔

زیادہ تر لوگ وادیوں میں رہا کرتے تھے اور ان میں سے اکثریت کسانوں کی تھی۔ دوسرے لوگ چرواہے تھے۔ ان میں صناع اور دستکار بھی تھے۔ جو شہروں میں رہتے تھے۔ ساحلی علاقوں میں سوداگر تھے جو سمندر کے راستہ سے تجارت کیا کرتے تھے۔

سماج

یونانی، کشان، شاکیہ اور پراتھین کو یایون کہا جاتا تھا۔ وہ جلد ہی ہندوستانی سماج میں گھل مل گئے اور انھوں نے ہندوستانی نام رکھے اور یہاں شادیاں کیں۔ ان کے سکوں پر بھی ہندوستانی دیوتاؤں مثلاً وشنو، گنیش اور مہیش کی مورتیاں نظر آنے لگیں۔ یہ حقیقت کہ انھوں نے ہندوستانی سماج کو اپنالیا تھا کی وضاحت آسانی سے کی جاتی ہے کہ غیر ملکی حکمرانوں نے بودھ مت کی سرپرستی کیوں کی تھی۔

ہرش وردھن کا عہد

راجہ ہرش وردھن نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے برسر پیکار حکمرانوں کو پست کرنا ہی ہوگا اور انھیں اپنے زیر اقتدار لانا ہوگا۔ اس نے یہ کام کرنے کے لیے اپنی زندگی کے چھ بیش قیمت سال صرف کیے۔ چینی سیاح ہیون سانگ اور درباری شاعر بان بھٹ نے ہرش وردھن کی حکومت کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔ ہیون سانگ کے مطابق راجہ ہرش وردھن کی ایک طاقتور اور مؤثر حکومت تھی۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ خاندانوں کے اندراج اور بندھوا مزدوری کا چلن نہیں تھا۔

ہرش وردھن کی مذہبی سرگرمیاں

کیا آپ جانتے ہیں کہ ہرش وردھن نے کئی اسپتال اور آرام گھر بنوائے؟ اس نے کئی مذاہب اور

خاص طور سے بودھ مت اور برہمن دھرم کو عطیات دیے۔ ہرش وردھن کا اپنی عمر کے آخری حصہ میں جھکاؤ بودھ مت کی طرف تھا۔

ہرش وردھن کی ادبی سرگرمیوں میں سے کچھ اہم ڈرامے مثلاً ناگنندہ رشاولی اور پریہ درشی ہیں۔ اس نے عالم و دانا لوگوں کو اپنے اردگرد جمع کرلیا تھا جیسا کہ ہیون سانگ اور بانا بھٹ کی روئدادوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ بانا بھٹ نے ہرش وردھن کی مشہور سوانح حیات لکھی، جس کا نام ''ہرش چرتر'' تھا۔ اس کے علاوہ اس نے ''کادمبری'' بھی لکھی۔

دکن اور جنوب کی بادشاہتیں: آپ نے ست واہنوں کے بارے میں پڑھا ہے جنھوں نے ایک طویل عرصہ تک دکن پر حکومت کی۔ ان کے زوال کے بعد دکن میں کئی چھوٹی چھوٹی مملکتیں بن گئیں۔ ان میں سے پہلی وکاٹک راجاؤں کی تھی، جس نے ایک طاقتور ریاست بنانے کی کوشش کی، لیکن یہ ریاستیں بہت عرصہ تک باقی نہیں رہیں۔

وکاٹا راجاؤں کے بعد وتاپی اور کلیانی کے چالوکیاؤں نے اپنا اقتدار جمالیا۔ پلاکیسین چالوکیہ خاندان کا ایک طاقتور حکمراں تھا۔ چالوکیہ اور راشٹرکٹ (شمالی کی طرف) اور پلّو (جنوب کی طرف) کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی۔ 753ء میں راشٹرکٹ راجاؤں کے ہاتھوں شکست کے بعد چالوکیہ خاندان کی حکمرانی ختم ہوگئی۔

راجدھانی وتاپی ایک خوشحال شہر تھا۔ عرب ایران اور مغرب میں بحیرۂ احمر کے ساتھ ساتھ جنوب مشرقی ایشیا کے ساتھ تجارت ہوتی تھی۔ پلاکیسین دوم نے فارس کے بادشاہ خسرودوم کے پاس اپنا سفیر بھیجا تھا۔ چالوکیہ خاندان نے فنون لطیفہ کے ساتھ مذہب کی بھی سرپرستی کی۔ انھوں نے دکن کے پٹھاری سلسلہ میں مندر اور غاریں تعمیر کروائیں۔ ایلورا گپھاؤں کی کئی مورتیوں کو چالوکیہ اور راشٹرکٹ خاندانوں کی سرپرستی میں اسی مدت کے دوران تراشا گیا۔

متن پر مبنی سوالات 3.2

درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ چوتھی صدی قبل مسیح میں شمالی اور شمال مغربی ہندوستان کے لوگوں کے سماجی اور معاشی حالات کے بارے میں معلومات کا وسیلہ کیا تھا؟

2۔ سمراٹ اشوک کے مطابق دھرم وجیہ کیا ہے؟

نوٹس

3۔ اشوک کے بارہویں اہم چٹانی فرمان میں کیا کہا گیا ہے؟

4۔ اشوک کے فرمان کہاں موجود ہیں؟

5۔ ہندوستان کی قومی علامت کہاں سے اخذ کی گئی ہے؟

6۔ گندھارا آرٹ کے مکتب فکر نے یونانی اور رومی آرٹ کی شکلوں سے کون سی خصوصیات اپنائیں؟

7۔ متھرا آرٹ کے مکتب فکر کی انفرادیت کو بیان کیجیے۔

3.10 گپتا عہد کے دوران ثقافتی فروغ

قدیم ہندوستانی تاریخ کا آخری مرحلہ چوتھی صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے اور اس کا اختتام آٹھویں صدی عیسوی میں ہوتا ہے۔ گپتا خاندان نے ایک مضبوط اور طاقتور حکومت قائم کی اور سیاسی اتحاد اور گپتا راجاؤں کے ذریعہ فراہم کردہ سرپرستی کے تحت ثقافتی سرگرمیوں میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ یونانی حملہ کے بعد ہندوستان میں فنون لطیفہ کی مختلف شکلوں پر یونانی۔ رومی انداز کا نمایاں اثر پڑا۔ اس آرٹ میں خاص طور پر سے بودھ اور بودھ تفکرات کی عکاسی ی جاتی تھی۔ لیکن گپتا عہد کے دوران آرٹ اور بھی زیادہ تخلیقی ہوگیا اور ہندو دیوتاؤں اور دیویوں کی مورتیاں بنائی جانے لگیں۔

گپتا عہد کے سکوں پر مختلف طرح کے ڈیزائنوں کو بنانے میں نازک صناعی اور مہارت میں اس دور کی فنکارانہ حصولیابیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ عام طریقہ یہ تھا کہ سکے کی ایک طرف راجہ کی تصویر یا کسی دیوی کی شبیہہ ہوتی تھی اور دوسرے رخ پر اس سے جڑی ہوئی علامتوں کو دکھلایا جاتا تھا۔ راجہ کو کئی حالتوں مثلاً شیر کا شکار کرتے ہوئے، اونچی نشست کے تخت پر بیٹھ کر کوئی آلۂ موسیقی بجاتے ہوئے دکھلایا جاتا تھا۔ سکّے کے دوسرے رخ پر زیادہ دولت کی دیوی ترلکشمی کی تصویر ہوتی تھی اور بعض صورتوں میں علم وفن کی دیوی سرسوتی کی تصویر ہوتی تھی۔

سکوں کے علاوہ گپتا آرٹ کا مناسب اور درست اظہار یادگاروں اور مجسموں سے بھی ہوتا ہے۔ اس عہد کے ہنرمند آرٹسٹوں نے آرٹ کی مختلف شکلوں کے ذریعہ ہندوستان کے تصورات اور فلسفیانہ روایات کا

نوٹس

اظہار کرنے کے لیے اوزاروں اور مہارتوں کا استعمال کیا۔ انھوں نے مذہبی مقامات کے کونوں تک کو دیوتاؤں اور دیویوں کی مورتیوں سے سجا دیا۔ دیوتاؤں کی شبیہات کو ان علامتوں کے طور پر بنایا جاتا تھا جو ان دیوتاؤں کی خصوصیات کی نمائندگی کرتی تھیں۔ چنانچہ دیوتاؤں کو چار یا آٹھ ہاتھوں کے ساتھ دکھلایا جاتا تھا جن میں سے ہر ہاتھ میں کوئی نہ کوئی ہتھیار ''ایودھ'' ہوتا تھا۔ گو کہ ان دیوتاؤں کے چہرے انسانی ہوتے تھے۔ دیوتاؤں اور دیویوں کی مورتیاں بنانے کے لیے پتھر، ٹیراکوٹا اور دوسرے موادوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔

گپتا آرٹ کی مثالوں کو دیوگڑھ کے ''دشاوتر'' مندر اور اودے گیری میں غاری مندروں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ باہم گپتا آرٹ کی انتہائی مشہور مثالیں سارناتھ میں گوتم بدھ کی بیٹھی اور کھڑی ہوئی حالت میں لا تعداد مورتیاں ہیں جو اب بھی درست حالت میں موجود ہیں۔

سارناتھ آرٹ کے مکتب فکر نے ہمیں گوتم بدھ کی انتہائی خوشگوار اور سجیلی مورتیاں فراہم کی ہیں۔ پتھر کے علاوہ گپتا مجسمہ ساز کانسے کے مجسمہ تیار کرنے میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ گوتم بدھ کی دو میٹر لمبی ایک مورتی سلطان گنج (بھاگلپور) کے نزدیک میں دریافت ہوئی ہے۔ غاروں میں مورتیاں بنانے کا چلن اسی دور میں شروع ہوا، جن کو ایلورا کی گپھاؤں میں دریافت کیا گیا ہے۔

فن تعمیر

گپتا دور کی عمارتیں اب کچھ زیارت گاہوں، چٹانوں کو کاٹ کر بنائے گئے غاروں (اجنتا) اور مندروں کی شکل میں موجود ہیں، مثلاً دیوگڑھ میں ''دشاوتر'' مندر۔ ان ڈھانچوں کو خاص طور سے پتھروں اور اینٹوں سے بنایا گیا ہے۔ کالیداس کی تخلیقات سے کچھ حوالے ہمیں گپتا فنِ تعمیر کی جھلک دکھلاتے ہیں۔ اس شاعر نے سڑکوں، بازاروں، آسمان کو چھوتے ہوئے محلوں اور چبوتروں کے ساتھ حویلیوں کی مبہم تصویر پیش کی ہے۔ محلوں میں کئی اندرونی کمرے تھے۔ ان میں دربار تھے، قید خانے تھے، عدالت کے کمرے تھے اور ''سبھا گرہ'' تھے۔ چھتوں پر بنے ان کے برآمدے چاندنی میں چمکتے تھے۔ محل سے ملحق باغات میں ہر طرح کے موسمی پھول اور پیڑ تھے۔

تاہم گپتا دور کے فنِ تعمیر کے بارے میں آثار قدیمہ کی شہادتیں کمزور ہیں۔ تاہم گپتا زیارت گاہوں کے کھنڈرات کو وسطی ہندوستان کے جنگلات میں دریافت کیا گیا ہے۔ ان کو خاص طور سے بندیلکھنڈ میں دریافت کیا گیا ہے۔ ان میں کانپور ضلع کے بھیترگاؤں میں موجود گپتا زیارت گاہ بھی شامل ہے۔

پینٹنگ

فنون لطیفہ کی ایک شکل کے طور پر پینٹنگ گپتا راجاؤں کے دور میں اعلیٰ درجے کی جامعیت پر پہنچ گئی

تھی۔ اجنتا گپھاؤں (اورنگ آباد) میں دیواری روغنی تصاویر اور گوالیار کے نزدیک باغ گپھاؤں میں دیواری تصاویر اس کا ثبوت ہیں۔ اجنتا کی پینٹنگوں کا تعلق گوکہ پہلی سے ساتویں صدی عیسوی کی درمیانی مدت سے ہے، لیکن ان میں سے زیادہ تر گپتا عہد میں بنائی گئی تھیں۔ ان پینٹنگوں میں بودھ کی زندگی کے مختلف مناظر کی عکاسی کی گئی ہے۔ ان تصاویر میں انسانوں، جانوروں اور پیڑ پودوں کو جس مہارت اور چابکدستی سے بنایا گیا ہے۔ وہ گپتا آرٹ کی عمدہ اور حساس نوعیت کو درشاتا ہے۔ آرٹ کے ذریعہ تاثرات کے اظہار کو اس لیے اہمیت دی جاتی ہے کہ یہ روحانی مسرت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

3.11 پلّو اور چولا خاندان

قدیم ہندوستان کے بارے میں کوئی بھی بیان جنوبی ہندوستان کے دوشاہی خاندانوں پلّو اور چولا اور فنون لطیفہ، فن تعمیر، انتظامیہ اور فتوحات کا ذکر کیے بغیر نامکمل رہتی ہے۔ عیسائی عہد کی اوائلی صدیوں میں جنوب میں کئی شاہی خاندان ابھرے۔ ان میں سے پلّو شاہی خاندان فنون لطیفہ اور فنِ تعمیر کے عظیم سرپرست تھے۔ مہابلی پورم انداز میں ''رتھ'' کی شکل کے مندر پلّو شاہی خاندان نے ہی تعمیر کروائے تھے اور یہ چٹانوں کو کاٹ کر بنائے گئے مندروں کی بہترین مثالیں ہیں۔ پلوؤں نے ڈھانچے کی شکل کے مندر بھی تعمیر کروائے جیسے کہ کانچی پورم کے کیلاش ناتھ اور وینکٹھ پیرومل مندر۔ کیلاش ناتھ مندر ایک بھاری ڈھانچہ ہے اور اس میں ہزاروں مورتیاں بنی ہوئی ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ہندوستان آرٹ کی سب سے بڑی واحد تخلیق ہے۔ مہابلی پورم میں ہی ''باس'' کے نام سے ابھرے ہوئے کام کا ایک جوڑا

چنئی کے نزدیک مہابلی پورم میں یادگار عمارتوں کا ایک گروپ

کونارک، اڈیشہ میں سوریہ دیو کا مندر

موجود ہے، جسے پلّو عہد کا بتایا جاتا ہے۔ مہابلی پورم میں بنے ہوئے پگوڈوں کی تعمیر پہلی صدی عیسوی میں ہوئی تھی۔

ہندوستان میں مندروں کی تعمیر کی سرگرمی پانچویں صدی عیسوی اور اس کے بعد کے ادوار میں پھلی پھولی۔ جنوبی ہندوستان کے مندر ''ناگرا'' انداز میں تعمیر کیے گئے جو شکاروں (گھماؤ دار چھتوں) پر مشتمل تھا اور ان میں گربھ گرہ (معبد) اور منڈپ (ستونی دار ہال) بنے ہوئے تھے جبکہ جنوبی ہندوستان کے مندر دراوڑ انداز میں بنائے گئے۔ ان کو ومانا یا شکارہ، بلند دیواروں کے ذریعہ مکمل کیے گئے۔ ان کے صدر دروازے کے اوپری حصہ پر گوپورم بنے ہوئے تھے۔ جنوب میں پلّو شاہی خاندان کے زوال (چھٹی صدی سے 8ویں صدی عیسوی تک) مندروں کی تعمیر کی روایت کو چولا شاہی سلسلہ (10ویں سے 12ویں صدی عیسوی) نے آگے بڑھایا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ مندر، گاؤں کا مرکزی مقام ہوا کرتا تھا؟ یہ گاؤں کے لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ تھی جو ہر روز یہاں آتے تھے اور تصورات و خیالات کا تبادلہ کرتے تھے اور مشترکہ مفادات کے سارے معاملات کے بارے میں بات چیت کرتے تھے۔ یہ اسکول کے طور پر بھی کام آتا تھا۔ تہواروں کے دنوں میں مندر کے صحن میں رقص اور ڈرامے بھی ہوا کرتے تھے۔

چولا راجاؤں کی کامیابی سمندر پار کی ان کی مہموں اور گاؤں کی سطح پر انتظام کے لیے جمہوری اداروں کے قیام میں مضمر ہے۔ گاؤں کی پنچایت جسے ''سبھا'' یا ''ار'' کہا جاتا تھا، وسیع اختیارات رکھتی تھی۔ اس کو مالیات پر بھی کنٹرول حاصل تھا۔ اس ادرے میں کئی کمیٹیاں شامل ہوتی تھیں جو دیہی انتظامیہ کے مختلف پہلوؤں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ سبھاؤں کے کام کرنے کے طریقے کی تفصیلی روئداد چولاؤں کے بنوائے ایک کتبہ سے حاصل ہوئی ہے۔ چولا راجہ ماہر معمار بھی تھے۔ مندروں کی تعمیر کا دروڑ انداز چولا راجاؤں کے دور میں اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ اس انداز کی ایک سب سے عمدہ مثال راجہ راجیشور یا برہدیشور مندر ہے۔ اس مدت کے دوران مجسمہ سازی کے میدان میں بھی وسیع پیمانے پر ترقی ہوئی۔

اس مدت کے دوران مذہبی اور غیر مذہبی ادب میں بھی تیز رفتار پیش رفت ہوئی۔ سنسکرت ملک کے کئی حصوں میں درباروں کی زبان بن گئی۔ تامل ادب میں بھی گہری ترقی ہوئی۔ الوری، نیناری، ویشنوی اور شیوائی سنتوں نے اس میں پائدار حصہ ادا کیا۔ ملک کے زیادہ تر حصوں میں سنسکرت کی غالب پوزیشن کے باوجود اس دور میں کئی ہندوستانی زبانوں کے آغاز کے ساتھ ملک کے مختلف حصوں میں امتیازی طرز تحریر بھی وجود میں آئیں۔ مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستانی تاریخ کا قدیم دور اپنے اختتام پر آگیا۔ ہندوستان کی ایک ثقافت وجود میں آچکی تھی جو ان خصوصیات سے معمور تھیں، جو ہمیشہ اس کی خصوصیت بنی رہیں۔

نوٹس

3.12 ویدک برہمنی دھرم کی پران ہندو دھرم میں تبدیلی

قدیم برہمنی عقیدہ کی جدید ہندو دھرم میں تبدیلی گپتا عہد کے بعد کے ادوار کی ایک انتہائی نمایاں خصوصیت ہے۔ بودھ مت کو اب پہلے جیسی شاہی سرپرستی حاصل نہیں رہی تھی اور برہمنی دھرم تیزی کے ساتھ پھیل رہا تھا۔ گپتا حکمرانوں نے ہندو دھرم کے بھگوت فرقہ کو خاص طور سے ابھارا۔ وہ اپنے آپ کو ''بھگوت'' کہا کرتے تھے۔ وہ وشنو دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ ''اشومیدھ'' یگیہ کراتے تھے۔ برہمنوں کو بڑے بڑے عطیات دیا کرتے تھے اور انھوں نے بہت سے مندر بھی تعمیر کروائے۔ پرانوں کو اسی دور میں مکمل کیا گیا۔ وشنو کی پوجا کی جاتی تھی اور اس کو دھرم کا محافظ سمجھا جاتا تھا۔ کئی داستانوں کو وشنو سے منسوب کیا گیا اور ان پر مبنی ایک مکمل پران ترتیب دیا گیا، جس کو ''وشنو پران'' کہا جاتا ہے۔ اسی طرح سے قانون کی ایک کتاب ''وشنوسمرتی'' کو بھی اس کے نام سے منسوب کیا گیا۔ الغرض یہ کہ چوتھی صدی عیسوی تک ایک مشہور ویشنو کتاب کی تخلیق ہوئی جسے ''شریمد بھگوت۔ پران'' کہا جاتا تھا جو ویشنو کی پوجا کا درس دیتی تھی۔ کچھ گپتا راجہ شیو کی پوجا بھی کیا کرتے تھے جو تباہی و بربادی کا دیوتا تھا۔ بھگوت مت جو اپنی ابتدا کے لحاظ سے بودھ مت اور جین مت کا ہم عصر ہے اور اس نے افکار و خیالات کی اس دھارا سے جنم لیا جو اپنشدوں کے ساتھ شروع ہوئی تھی اور اس عہد میں اپنی مقبولیت کے عروج پر پہنچ گئی۔ ویشنو دیوتا کے دس اوتاروں کو تسلیم کیا جانے لگا اور ان میں کرشن سب سے زیادہ اہم تھے۔

ویشنو، برہما، سوریہ، کارتک، گنیش، درگا، لکشمی، سرسوتی اور دوسروں کے علاوہ دوسرے کم درجے کے دیوتاؤں اور دیویوں مثلاً اندرا، ورون اور یاما کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔ سانپوں، یکشوں اور گندھروں کو بھی مقدس سمجھا جاتا تھا۔ جانوروں، پیڑ پودوں، دریاؤں اور پہاڑوں کو بھی تقدس کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور بنارس اور پریاگ شہر تیرتھ استھان بن گئے۔ مورتی پوجا مقبول ہوگئی۔ اس طرح سے جدید ہندو دھرم کی نمایاں خصوصیات نے گپتا راجاؤں کے عہد میں شکل وصورت اختیار کی۔

گو کہ بودھ مت زوال پذیر تھا، لیکن اس کے پیروکار موجود تھے۔ اجنتا اور ایلورا کی فنکارانہ تخلیق کے علاوہ اس عہد سے تعلق رکھنے والی سارناتھ کی شبیہات یہ دکھلاتی ہیں کہ بودھ مت اس دور میں بھی بہت زیادہ مقبول تھا۔ گپتا راجاؤں کے عہد میں جین مت کے ماننے والوں کی بھی خاصی بڑی تعداد موجود تھی۔

3.13 علم و ہنر کے عظیم مرکز کے طور پر نالندہ کا قیام

راجہ ہرش وردھن کے دور میں نالندہ علم وفن کے ایک عظیم مرکز کے طور پر ابھرا۔ دنیا کے مختلف علاقوں سے طالب علم یہاں حصول علم کے لیے آتے تھے۔ گو کہ نالندہ کے باقیات کی کھدائی ابھی تک پوری نہیں ہوسکی

نوٹس

ہے، لیکن عمارتوں کے بھاری سلسلہ کے نشانات ملے ہیں۔ ان میں سے کچھ چار منزلہ عمارتیں ہیں۔ ہیون سانگ کے مطابق نالندہ میں 10 ہزار سے زیادہ طالب علم تھے۔ اس کی مالی امداد 200 دیہاتوں کے ٹیکسوں سے کی جاتی تھی۔

گو کہ یہ وسیع خانقاہی، تعلیمی ادارہ ابتدائی طور پر مہایان بودھوں کی درس گاہ تھی، لیکن اس کے نصاب میں غیر مذہبی مضامین بھی شامل تھے۔ یہاں گرامر (صرف ونحو)، منطق، علمیات اور سائنسوں وغیرہ کی بھی تدریس کی جاتی تھی۔ طالب علموں میں استفسار اور استدلال کو بڑھاوا دیا جاتا تھا۔ فعال اور بامعنی بات چیت اور مباحثے منعقد ہوئے تھے۔ ہرش وردھن نے نالندہ کے ایک ہزار عالم راہبوں کو فلسفیانہ اجتماع شرکت کرنے کے لیے قنوج آنے کی دعوت دی تھی۔ ہیون سانگ نے اپنی روداد میں نالندہ کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔

یہ یونیورسٹی 12 ویں صدی تک دانشورانہ سرگرمیوں کا مرکز بنی رہی۔

متن پر مبنی سوالات 3.3

درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ گپتا دور کے سکوں کی کیا خصوصیات تھیں؟

2۔ دس اوتار مندر کہاں واقع ہے؟

3۔ اودے گری پہاڑیوں میں غاری مندر کس چیز کے لیے مشہور ہیں؟

4۔ سلطان گنج (بھاگلپور کے نزدیک) دریافت کیا گیا بودھ کا کانسے کا مجسمہ کتنا لمبا ہے؟

5۔ گپتا آرٹ کی شکل آپ کو کہاں ملے گی؟

6۔ راجہ ہرش وردھن کے عہد میں فلسفیانہ اجتماع کہاں منعقد ہوا تھا؟

نوٹس

3.14 ہندوستان میں عیسائیت

روایت کے مطابق عیسائیت ہندوستان میں پہلی صدی عیسوی میں سینٹ تھامس کے ذریعہ لائی گئی، لیکن داستانیں کہتی ہیں کہ پارتھیں بادشاہ گونڈ فیرینس (c.19-45 A.C) نے ایک ماہر معمار کی تلاش کے لیے اپنے سفیر کو شام بھیجا تھا جو اس کے لیے ایک نیا شہر تعمیر کر سکے۔ یہ سفیر سینٹ تھامس کے ساتھ واپس لوٹا جس نے بادشاہ کو اور اس کے کئی درباریوں کو مذہب تبدیل کر کے عیسائی مذہب میں شامل کر لیا تھا۔ اس داستان کی سچائی مشکوک ہے۔ زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ ہندوستان اور مغرب کے درمیان متواتر تجارت اور نقل و حرکت عیسائیت کے پیرو کاروں کو ہندوستان لائی۔ سوداگروں، تاجروں اور دستکاروں کی متواتر آمدورفت خشکی اور سمندر کے راستوں کے ذریعہ جاری رہتی تھی۔ سینٹ تھامس نے ہندوستان کے کئی علاقوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی۔ اس کو مائلا پور (مدراس کے نزدیک) ہلاک کر دیا گیا۔ عیسائیوں کی ایک بڑی برادری کیرل میں آج بھی آباد ہے جنھیں شامی عیسائیوں کے طور پر جانا جاتا ہے۔

عیسائی مذہب کے دو بڑے فرقے ہیں۔ رومن کیتھولک چرچ اور پروٹسٹنٹ چرچ۔ بائبل عیسائی مذہب کی مقدس کتاب ہے۔ بائبل دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پرانی انجیل اور نئی انجیل۔ آج بائبل (انجیل) ہندوستان کی سبھی بڑی زبانوں میں دستیاب ہے۔

آج ہندوستان میں عیسائیوں کی آبادی تقریباً ڈیڑھ کروڑ ہے۔ ان کی سرپرستی کے تحت ہمارے ملک کے سبھی علاقوں میں فلاحی ادارے کام کر رہے ہیں۔

متن پر مبنی سوالات 3.4

درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ ہندوستان میں عیسائی مذہب کس طرح آیا؟

2۔ عیسائی چرچ کے کتنے حصّے ہیں؟

3۔ مدر ٹریسا کون تھیں؟

4۔ پلّو راجاؤں کے ذریعہ کانچی پورم میں تعمیر کروائے گئے دو ڈھانچہ جاتی مندروں کے نام بتائیے؟

5۔ پلّو اور چولا راجاؤں کے ذریعہ تعمیر کروائے گئے مندروں کے مختلف طرز کیا تھے؟

6۔ چولا راجاؤں کے ذریعہ تعمیر کردہ مندروں کے نام بتایئے۔

7۔ چولا عہد میں مجسمہ سازی کے انداز کو کیا کہا جاتا تھا؟

8۔ مہابلی پورم (ملّا پورم) کے مندروں میں کس انداز کا کام کیا گیا ہے؟

آپ نے کیا سیکھا

- ہندوستان کی ایک مسلسل تاریخ ہے جو 7000 سال قبل مسیح تک کے طویل عرصہ پر محیط ہے۔
- ہڑپائیوں نے قدیم شہر بنائے جن میں شہری منصوبہ بندی، صفائی ستھرائی، پانی کی نکاسی کے انتظامات تھے اور ان میں چوڑے راستے موجود تھے۔
- دیہی آبادی کا سب سے اہم پیشہ زراعت تھی۔
- ویدک لوگوں نے مختلف میدانوں مثلاً ادب، مذہب اور فلسفہ میں زبردست حصہ ادا کیا۔
- ویدک عہد میں سماج چار ورنوں۔ برہمن، شتری، ویش اور شودر میں بٹ گیا۔
- اہم مذاہب ہندو دھرم، بودھ مت اور جین مت کا ارتقاء ہوا اور ان کے درمیان عمل باہم کے نتیجہ میں ہندوستانی ثقافت میں امتزاجی کیفیت پیدا ہوئی۔
- اوائلی ویدک عہد کے لوگ قدرت کی طاقتوں کی پرستش کرتے تھے اور ان کو دیوتاؤں اور دیویوں کی شبیہات میں ڈھالتے تھے۔
- موریائی خاندان نے شمالی ہندوستان میں پہلی بڑی حکومت قائم کی اور سمراٹ اشوک کے زیر حکومت کئی میدانوں میں عروج حاصل کیا۔
- فنون لطیفہ اور فن تعمیر کے میدانوں میں موریائی راجاؤں نے نمایاں حصہ ادا کیا۔
- پلّو راجاؤں کے تحت مندروں کی تعمیر انتہائی بلندیوں کو چھونے لگی وہ عظیم معمار تھے۔
- گپتا عہد میں آرٹ کی مثالوں کو دیوگڑھ کے دس اوتار مندر اور اودے گری کے غار کی مندروں میں

نوٹس

دیکھا جاسکتا ہے۔

- راجہ ہرش وردھن اپنے خاندان کو ایک المناک صورت حال میں کھونے کے بعد تھانیسور کے تخت پر بیٹھا۔
- دو افراد نے راجہ ہرش وردھن کے دورِ حکومت کی تفصیلی روداد لکھی، جن میں سے ایک چینی سیاح ہیون سانگ تھا اور دوسرا ہرش وردھن کا درباری شاعر بانا بھٹ تھا۔
- راجہ ہرش وردھن ایک فعال اور کریم النفس راجہ تھا۔ وہ فلاح و بہبود کی سرگرمیوں میں مصروف رہتا تھا۔ وہ عوامی خدمات میں مصروف لوگوں کو مالی امداد فراہم کرتا تھا۔ ان لوگوں کو عطیات سے نوازتا تھا جو اعلیٰ سطح کے دانشورانہ کام انجام دیتے تھے اور مختلف مذاہب کو مالی مدد دے کر مذہبی سرگرمیوں کی ہمت افزائی کرتا تھا۔ اس نے کئی شفاخانے اور آرام گھر تعمیر کروائے۔ ہرش وردھن کے دورِ حکومت میں نالندہ علم و فن کا ایک عظیم مرکز بن گیا۔
- ہرش وردھن ایک ادبی شخصیت بھی تھا۔ اس نے ڈرامے لکھے اور اس کے حلقہ میں عالم و فاضل شامل تھے۔
- چولا راجاؤں کی کامیابیاں سمندر پار کی ان کی فتوحات اور دیہی سطح پر نظم و ضبط کے لیے جمہوری اداروں کے قیام میں بھی مضمر ہے۔

اختتامی سوالات

1۔ آپ آریائی اور ہڑپائی ثقافت کے درمیان کس طرح فرق کریں گے؟

2۔ ان حالات کے بارے میں بتائیے جو چھٹی صدی قبل مسیح میں جین مت اور بودھ مت کے وجود میں آنے کا سبب بنے؟

3۔ ایرانی حملہ کا ہندوستان کی ثقافت پر کیا اثر پڑا؟

4۔ قدیم ہندوستان پر یونانی حملہ کے کیا نتائج ہوئے۔

5۔ قدیم ہندوستان میں برہمن دھرم، پوران ہندو دھرم میں کس طرح تبدیل ہوا؟

6۔ متواتر سلطنتوں کی حکومتوں کے دوران ہندوستانی ثقافت کے فروغ کے بارے میں بتائیے۔

نوٹس

متن پر مبنی سوالات کے جوابات

3.1

1۔ دریائے سندھ، گھاگھر اور ان کی شاخوں کے کناروں پر

2۔ زراعت

3۔ بلوچستان میں مہرگڑھ 7000 سال قبل مسیح قدیم

4۔ ان مہروں پر بعض شکل کی تحریر ہے۔

5۔ یک سینگی گینڈا ان مہروں پر بنا ہوا ہے، رقص کرتی ہوئی لڑکی کا کانسہ کا مجسمہ موہن جوداڑو سے دریافت ہوا ہے۔ اس سے اس عہد کے لوگوں کے فن مجسمہ سازی کی شہادت ملتی ہے۔

6۔ وید، رگ، اتھرو، ساما، یجر اور برہمن، ارنائیک اور اپنشد

7۔ دھرم، ارتھ اور کام کے ذریعہ

8۔ اس کو ویدک منتروں کے پڑھنے کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے۔

9۔ اشومیگھ، راج سوریہ، واجپئی یگیہ

10۔ یہ رسوم ورواج سے معمور ہوگیا۔ اندرا، اگنی اور ورون کے بجائے دیوتاؤں کے ایک نئے مثلث برہما، وشنو اور شو کی پوجا ہونے لگی۔

11۔ شطرنج اور رتھ دوڑ جیسے کھیل

12۔ انگا، مگدھ، کوشالہ، کاشی، کرو، پنچالا

13۔ شویتمبر (سفید پوش) اور دگمبر (عریاں)

14۔ آٹھ

15۔ جین مت میں استھانک اور بودھ مت میں وہار

16۔ ہنایان، مہایان اور وجریان

3.2

1۔ اریان، ایڈمرل نیرکوس اور میگاستھینز کے ذریعہ چھوڑی گئی روداد یں

2۔ حقیقی فتح، خدا ترسی اور نیکی یعنی لوگوں کی فلاح و بہبود کے ذریعہ حاصل کی گئی فتح ہے۔

3۔ ایک مذہب کی عزت وتوقیر دوسرے مذاہب کے احترام میں مضمر ہے۔

نوٹس

4۔ لوریا نندن گڑھ (بہار) میں

5۔ سارناتھ میں اشوک کے مشہور ستون سے

6۔ (i) یونانی چہرے

(ii) بالوں کے انداز

(iii) ملبوسات کی ترتیب

7۔ (i) انھوں نے گوتم بدھ کے چہرے اور اشکال بنانی شروع کی

(ii لوک کہانیوں کو طویل پینلوں اور چٹانوں پر لکھا گیا

(iii) انھوں نے مورتیاں بھی بنائیں

3.3

1۔ سکوں کے ایک رخ پر راجہ کی مختلف حالتوں میں تصویر ہوتی تھی اور دوسرے رخ پر دیویوں اور ان کے ساتھ جڑی ہوئی علامتوں کی شبیہہ ہوتی تھی۔

2۔ دیوگڑھ میں

3۔ گپتا آرٹ

4۔ دو میٹر اونچی

5۔ (i) اجنتا کے غاروں میں (اورنگ آباد) دیواری تصاویر

(ii) باغ گپھائیں (گوالیار کے نزدیک)

6۔ قنوج میں

3.4

1۔ ماہر معمار سینٹ تھامس عیسائی تھا۔ اس کو اتفاق سے پارتھیائی بادشاہ گوندہ فیرنیس کہا گیا۔ ایک معمار کی حیثیت سے اس کا تعلق 19 ویں سے 45 ویں صدی عیسوی سے ہے۔ ایک مبلغ کی حیثیت سے سینٹ تھامس نے کئی لوگوں کو عیسائی مذہب میں شامل کیا۔

2۔ (i) رومن کیتھولک چرچ

(ii) پروٹسٹنٹ چرچ

3۔ مشہور عیسائی سماجی کارکن جس نے غریبوں اور بے گھروں کے لیے وسیع پیمانے پر کام کیا۔

4۔ کالیداس ناتھ اور بیکنٹھ پیرول

5۔ ناگرہ طرز اور ڈراوڑ طرز

6۔ راجہ راجیشور مندر اور بدیشور مندر

7۔ ڈراوڑ طرز

8۔ باس (Bas) خدوخال